رکھتا نہیں گھر میرا خیالات پرانے
کیوں جان کے لٹھا رہے کیچڑ میں کوئی پاؤں پسارے
پھر —— چھپے میں جس کے ہو سرا مال گرے وہ
بیٹی مری کافی نہیں جو تم سے چھپے شرم کے مارے
دیکھو تو سہی چکھ کے انہیں چھو کے تو دیکھو
یہ اس کے تلے "پوڑے" یہ کاڑھے ہوئے چادر پہ نظارے
ہم نے اسے چوکے ہی کی شوبھا نہیں رکھا
کچھ رقص و سرود اس کو سکھایا ہے کہ خلوت بھی نکھارے
پھر میرے تو گھر میں یہ ابھی بیاہ ہے پہلا
وقت آنے پہ ہو جائیں گے معلوم تمہیں چاؤ ہمارے
ٹھہرو میں بلاؤں اسے —— "کیتا! مری بیٹا"
ٹھپ ٹھپ چھنا چھن چھن سرا سر سر کی خوشبوؤں کے دھارے
شرماؤ نہ ان سے ہیں کچھ گا کے سناؤ

وغیرہ وغیرہ

مخمور جالندھری نے اپنی اس نظم میں بظاہر ہندو سوسائٹی کے اس بہت بڑے عیب پر نکتہ چینی کی موہوم سی کوشش بھی نہیں کی — انہوں نے یہاں فقط دو تصویریں پیش کر دی ہیں اور نتائج کا انتخاب ہم پر چھوڑ دیا ہے — ظاہر ہے کہ جب ہم ایک تصویر کو دوسری مکروہ تصویر کے شانہ بہ شانہ دیکھتے ہیں تو ان دونوں تصویروں کی مماثلت بہت حد تک واضح ہو جاتی ہے — اور یہی وہ فنکارانہ انداز ہے جس کی مدد سے مخمور